فلسفہ، ادبیات و مذہبیات اور انسانی فکر و نظر کی تاریخ اور طلسم کدۂ کائنات و حیات کا مطالعہ اس عمق و دقت نظر سے کیا تھا کہ ان پر عالم حیرت طاری ہوگیا اور اس میں تشکیک کا رنگ پیدا ہوگیا تھا۔ اس تشکک نے رمزیت تفلسف اور اظہار کی ندرت و برجستگی کے ساتھ آمیز ہوکر ان کے کلام کو گہری انفرادیت سے ہم آہنگ کر دیا تھا۔ اس میں کوئی شبہ نہیں ہوسکتا کہ ایک نقدکار کی حیثیت سے برصغیر کے شعراء میں وہ ایک ممتاز مرتبہ و مقام کے مالک تھے۔ لیکن ان کی طبیعت ہنر فروشی جو ہنر نمائی کی ایک شاخ ہے اس سے ہمیشہ سخت متنفر رہی، مزاج میں کمال استغنا و بے نیازی کے ساتھ گوشہ گیری و کم آمیزی کی خو تھی اس لئے ان کو شہرت و عظمت کے دربار میں وہ مقام نہیں ملا جس کے وہ بجا طور پر مستحق تھے، افسوس ہے ۲۲ر جولائی کو ان کا بھی انتقال اپنے وطن مظفر آباد میں ہوگیا۔ مرحوم اور ان کے برادر خورد سید امیر رضا کاظمی میرے ان احباب خاص میں تھے جن کی صحبت و معیت کی وجہ سے کلکتہ میرے لئے باغ و بہار تھا اسلئے علامہ جمیل مظہری کا انتقال دنیائے شعر و ادب کا ہی ایک سانحہ نہیں، ذاتی طور پر بھی ایک المناک حادثہ ہے، اردو کا ایک نوزائیدہ ادبی مجلّہ "مظہری نمبر" شائع کر رہا ہے اس میں مرحوم پر میرا مفصل مقالہ بھی ہوگا اس لئے یہاں صرف اس نوٹ پر اکتفا کیا جاتا ہے کہ مرحوم حضرت ابوالکلام آزاد کے خاص صحبت یافتہ تھے ان کو موصوف سے اور موصوف کو ان سے ربط و انس خاص تھا۔ ایک مدت تک ادھر ادھر تلاش معاش میں سرگرداں رہنے کے بعد پٹنہ یونیورسٹی میں پہلے اردو کے لکچرر ہوئے اور پھر ریڈر اور اسی پوسٹ پر سبکدوش ہو گئے، نظم اور نثر میں متعدد کتابیں اپنی یادگار چھوڑی ہیں، درویش صفت و قلندر منش نہایت بے تکلف اور بے تصنع باہمہ اور بے ہمہ انسان تھے کسی کی دل آزاری کا غالباً انہیں کبھی تصور بھی نہ آیا ہوگا میں نے اس درجہ قریبی تعلق کے باوجود ان کی زبان سے کبھی کسی کی برائی نہیں سنی، درحقیقت یہ وصف خاص ہزار نیکیوں کی ایک نیکی ہے۔ اللّٰھم اغفر لہ وارحمہ ؁